{تمکو خدا کی قسم ہے اس رسالہ کو ضرور ملاحظہ کرو}

"قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ خدا تعالےٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں" (اخبار اہلحدیث حاشیہ صہ) "کرشن قادیانی نے ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا" (مرقع قادیانی بابت جون ۱۹۰۸ء صہ ۱۸)	"مباہلہ کے اصل معنے چونکہ یہ ہیں۔ کہ فریقین بالمقابل ایکدوسرے کے حق میں بددعا کریں۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ میں نے مرزا کے حق میں بددعا نہیں کی اسلئے یہ دراصل مباہلہ نہیں بددعا ہے" (مرقع قادیانی بابت اکتوبر ۱۹۰۸ء صہ ۲۴) "مرزا صاحب نے میرے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں مرجائیگا" (ضمیمہ مرقع جون ۱۹۰۸ء)

"میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اُٹھانیکو طیار ہوں اور یہ تحریر تمہاری (مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء) مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کرسکتا ہے" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صہ)

[illegible]

مرقع ثنائی

[illegible]

677

اس رسالہ میں انجمن ہدایت الرشید سہارنپور کے مجہول الحال گمنام مُبلغین کے اشتہار "خدائی فیصلہ" کی دوسری شکست کا جواب ہے۔ اور فائدہ عام کے لئے مولوی ثناء اللہ امرتسری کا وہ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء بھی جسمیں اُسنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مضمون کو جو "آخری فیصلہ" کے نام سے مشہور ہے۔ درج کرکے اوس سے اپنا انکار شائع کیا ہے۔ نقل مطابق اصل صفحہ بصفحہ سطر بسطر حرف بحرف کرکے شامل کردیا ہے۔ صرف اس اخبار کا صفحہ گیارہواں جسپر عام خبریں تھیں اور صفحہ بارہواں جس پر ٹھاکر دت شرما مالک ویش اپکارک لاہور کا اشتہار ادویات تھا۔ بے ضرورت جانکر نقل نہیں کیا۔ اور ایک گورنمنٹ کے خلاف جو صفحہ ۶ و ۷ کے ڈھائی کالموں میں ایڈیٹر اہل حدیث کا شرانگیز مضمون تھا۔ وہ نہیں لیا۔ اسکی جگہ خالی چھوڑ دی ہے۔ باقی تمام پرچہ صحیح صحیح نقل کرکے ہر صفحہ پر انعام مقرر کردیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس نقل میں سے اصل کے خلاف ایک لفظ بھی ثابت کردے تو انعام موعودہ حاصل کرے۔

مؤلفہ خاکسار ایم قاسم علی احمدی ایڈیٹر فاروق و مصنف ثنائی فرار و فیصلہ الٰہی و ثنائی ہرزہ درائی و چودہویں صدی کا یہودی و بکلم ثانی وغیرہ رسالجات

جس کو خاکسار مؤلف نے بماہ نومبر ۱۹۲۵ء

اپنے فاروق پریس قادیان میں باہتمام خود طبع کراکر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا

بار سوم

قیمت ۱ علاوہ محصولڈاک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرقع ثنائی اور فیصلہ خدائی

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

انجمن غوابنۃ الشاد یاد معروف بہ ہدایت الرشید سہارن پور کے گمنام مبلغین نے جو اشتہار بلا تاریخ جنوری ۱۹۱۹ء میں خدائی فیصلہ" کے عنوان سے شائع کر کے مرتد پٹیالوی اور مکذب امرتسری کی حیات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب میں بطور دلیل پیش کیا ہے۔ اس اشتہار کی پہلی شکست کا جو مرتد پٹیالوی کی بھی مفصل اور مکمل جواب تو تائید الٰہی سے ہم نے رسالہ احمدی ماہ فروری کے نمبر ۱ و ۲ میں جو "بلعم ثانی" کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ ایسا لکھ دیا ہے۔ کہ انشاء اللہ پٹیالوی عدو مبین اور سہارن پوری مجہول مبلغین کے حق میں عصا موسیٰ ثابت ہوگا۔ اس "مرقع" میں امرتسری کا اصلی فوٹو دیکر مجہول مبلغین مذکورین کی دوسری شکست متعلق امرتسری کا جواب باختصار دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس مضمون پر خدا کے فضل و کرم سے خاکسار نے کافی سے زیادہ بحث اپنے رسالجات ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار۔ فیصلہ الٰہی اور ثنائی روسیاہی فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی میں لکھ کر شائع کی ہوئی ہے۔ جس نے مفصل فیصلہ دشمن کے مسلمات سے دیکھنا ہو وہ رسالجات بالا کو دفتر فاروق سے منگا کر اپنی تسلی کر لے اب ہم مبلغین کی دوسری شکست ذیل میں نقل کر کے جواب دیتے ہیں۔ وباللہ التوفیق :۔

مجہول مکذب "مرزا صاحب کی دوسری شکست۔ مرزا صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ سے عاجز آ کر زندگی سے تنگ آ گئے۔ تو خداوند عالم کی جناب میں اس طرح دست بدعا ہوتے ہیں "اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے۔ اور میں تیری نظر میں مفتری اور کذاب ہوں تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر کے میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین" اب اُس قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا تماشا دیکھیے۔ کہ فی الواقع اس نے ایسا ہی کیا۔ کہ مرزا صاحب کی موت سے مولانا ثناء اللہ صاحب اور ان کی جماعت کو خوش کر دیا اور مرزا صاحب کا مفتری ہونا خود انہیں کی زبان سے ثابت ہوگیا۔ مرزا صاحب کی دوسری دعا ملاحظہ ہو۔ کہ اے میرے آقا۔ اے میرے بھیجنے والے۔ اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں۔ کہ مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اُسکو صادق کی زندگی میں ہی اُٹھا لے۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر آمین" اس ذات پاک نے جو مفسد اور کذاب تھا۔ اُس کو صادق کی زندگی میں ہی اٹھا کر ٹھکانے پہنچا دیا اور بفضلہ مولوی ثناء اللہ صاحب آج تک مرزا صاحب کا جھوٹ زندہ رکھنے کے لئے موجود ہیں" (اشتہار خدائی فیصلہ)

مشہور مصدق یہ شکست دجاجلہ سہارن پوری کی دوسری ضلالت اور جہالت کا بدیہی ثبوت ہے۔ ان مجہولاں کو اتنی بھی خبر نہیں۔ کہ ان کا پیشوا و مقتداء امرتسری بجیا اس "طریق فیصلہ" کو کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے۔ خلاف شریعت خلاف سنت انبیاء خلاف قرآن وحدیث بتا کر صاف طور پر لکھ چکا ہے کہ :۔

(۱) یہ تحریر یعنی طریق فیصلہ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے مجھے منظور نہیں نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے" (اہلحدیث مشمولہ رسالہ ہذا صفحہ ۶ کالم ۲ و ۳) (۲) آنحضرت علیہ السلام باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے :۔ اور مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا کیسی اہل علم کی یہ شان ہو سکتی ہے۔ کہ اس قسم کی دعا کرے" (مرقع قادیانی اگست ۱۹۱۷ء صفحہ ۹) :۔ (۳) قرآن تو کہتا ہے۔ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ جھوٹے دغا باز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں" (اہلحدیث مشمولہ رسالہ ہذا حاشیہ صفحہ ۱۴)

او مجہول مکذبو! اتنا تو سوچو کہ یہ طریق فیصلہ تو بقول امرتسری خلاف قرآن و خلاف انبیاء تھا جس کو امرتسری اور اُس کے مزعومہ داناؤں نے منظور نہیں کیا۔ لہٰذا مرزا صاحب کی وفات خلاف قرآن و خلاف انبیاء تو نہ ہوئی۔ کیونکہ "مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا۔ اور آنحضرت باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے فوت ہوئے" لیکن بدکاروں کو مہلت ملنا۔ مفسد جھوٹے لوگوں کو خدا تعالیٰ کا لمبی عمریں عطا کرنا۔ تو عین مطابق قرآنمجید ثنائی مسلمات سے ہے۔ **اب بتاؤ**۔ کہ دونوں میں سے کون جھوٹا ہوا۔ آیا زندہ رہنے والا۔ یا وفات پانیوالا؟ مگر ذرا یاد رکھ کر بتلانا۔ کہ آنحضرت تو باوجود سچا ہونیکے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے تھے اور مسیلمہ باوجود کاذب ہونیکے آپ سے پیچھے مرا تھا۔ اس لئے زندہ رہنے والا ثناء اللہ اور وفات پانیوالے مسیح موعودؑ میں سے کسکو مثیل محمدؐ اور کس کو مسیلمہ کذاب بناتے ہو؟ **اور پھر لو**۔ کہ دونوں میں سے کون بدکار مفسد اور نافرمان حقیقت میں خدا کی نگاہ میں ہے۔ آیا وہ جس کو بموجب قرآن مجید خدا کی طرف سے مہلت اور لمبی عمر ملی ہے۔ اور جو بقول تمہارے "بفضلہ زندہ موجود ہے" یا وہ جو فوت ہوگیا؟ یہ جواب اپنے امرتسری حماقت مآب کے مسلمہ قرآنی اصول اور مسیلمہ کذاب والی اس کی پیشکردہ نظیر کو سامنے رکھ کر دو کہ آیا کہ یہ سچا فیصلہ مسلمہ ثنائی ہے یا نہیں؟ اور اس کو بھی یاد رکھو کہ امرتسری کہتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے ۱۵ اپریل کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار دیا تھا" (مرقع قادیانی جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۸) اور پھر لکھتا ہے۔ کہ "میں نے مرزا کے مقابلہ میں بددعا نہیں کی" (مرقع قادیانی اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۲) پس جبکہ مرزا صاحب نے باقرار امرتسری یہ مباہلہ کا اشتہار ثناء اللہ کے سامنے دیا تھا۔ اور ثناء اللہ نے بالمقابل بددعا کر کے مباہلہ نہیں کیا۔ بلکہ اس کو نامنظور کیا۔ تو یہ مباہلہ ہی کہاں رہا۔ کیونکہ مباہلہ کی تعریف امرتسری نے مرقع قادیانی اکتوبر ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۲ پر یہ کی ہے۔ "مباہلہ کے اصل معنی یہ ہیں۔ کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق میں بددعا کریں" پس جبکہ باوجود امرتسری کو اقرار کے یہ مباہلہ کا اشتہار تھا۔ اور اُس نے مباہلہ نہ کیا۔ تو تم اے دجالین

(نقل اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے شائع ہوتا ہے

REGISTERED. L. No. 352

شرح قیمت

گورنمنٹ عالیہ سے سالانہ عـــہ

والیان ریاست سے ؍؍ ـــہ

رؤسا جاگیرداروں سے ؍؍ للعـــہ

عام خریداروں سے ؍؍ ؏

غیر ممالک سے ؍؍ ۵ شلنگ

؍؍ ؍؍ ؍؍ ششماہی ۳ شلنگ

انڈیا والوں سے ؍؍ ؏

اجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہو سکتا ہے

جملہ خط وکتابت وارسال زر بنام مالک

اخبار اہلحدیث امرتسر ہو

مت دیکھ کسی کا قول و رائے

اخبار اہلحدیث امرتسر

جب اصل ملے تو نقل کیا ہے

جلد ۲ — نمبر

اغراض ومقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت واشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی ودنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد وضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہیے۔

(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ واپس ہونگے

(۳) نامہ نگاروں کے مضامین بشرط پسند مفت درج ہونگے

یوم جمعہ - امرتسر مورخہ ۲۶ - اپریل ۱۹۰۷ء مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۵ہجری

امرتسر کی صفائی

قابل توجہ صاحب پریزیڈنٹ وممبران میونسپل کمیٹی

اگرچہ ہم بارہا لکھ چکے ہیں اور ایک معقول تجویز بتلا چکے ہیں۔ مگر باوجود معقول ہونے کے بھی میونسپل کمیٹی نے اسطرف توجہ نہیں کی۔ تاہم ہم اپنی تجویز کی معقولیت پر بھروسہ کرکے بار بار کمیٹی کو متوجہ کرتے ہیں۔ اور صاحب پریزیڈنٹ کو خاصکر توجہ دلاتے ہیں کہ امرتسر کی صفائی جیسی کہ چاہیے نہیں ہے۔ ہمیشہ لوکل اخبارات کمیٹی کو توجہ دلاتے رہتے ہیں مگر اہلحدیث جو تجویز پیش کرتا ہے سو وہ جب تک اسپر عمل نہ ہوگا صفائی خاطر خواہ نہ ہوگی۔ وہ تجویز یہ ہے۔ کہ ایک دیسی افسر خاص اس مطلب کے لئے مقرر کیا جائے کہ اس کے پاس اہالی شہر اپنے اپنے علاقوں کی صفائی کی شکایت قلمی یا زبانی پہنچا دیں۔ اس افسر کی ماتحت چند ایک مہتر اور بہشتی موجود رہیں شکایت پہنچتے ہی افسر مذکور اپنے ماتحتوں کو بھیجکر صفائی کرا دے۔ اور اس محلہ کے متعلقہ صفائی کی رپورٹ کرے اس افسر کا فرض ہوگا۔ کہ شکایت پہنچتے ہی تعمیل کرے اس کا دفتر شہر کے وسط یا کمیٹی کے دفتر کے قریب ہو۔ جہاں صبح سے شام تک وہ یا اس کا کوئی قائم مقام حاضر رہے۔ صورت موجودہ میں یہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اگر کسی محلہ میں غلاظت ہوتی ہے۔ تو اہالی محلہ اوسکا کوئی فوری علاج نہیں کرسکتے عملہ صفائی کہیں نظر نہیں آتا۔ سکرٹری کو خط لکھیں تو کئی کئی روز لگ جاتے ہیں۔ پھر بھی کوئی نتیجہ نہیں۔ بعض دفعہ ہمنے دیکھا ہے۔ کہ سر بازار غلاظت کی گاڑی چھوڑکر چلے جاتے ہیں۔ لوگ آتے جاتے ہیں ناک دبا کر چلتے بنتے ہیں۔ اگر اب انتظام ہو کہ ایک افسر خاص اسی قسم کی شکایات سنکر انتظام کرنے کے لئے ہو۔ خواہ زبانی شکایات ہوں۔ یا تحریریں دستی ہوں یا بذریعہ ڈاک تو کبھی یہ تکلیف نہ ہو۔ غضب تو یہی ہے۔ کہ کوئی سنتا نہیں ڈاکٹر سب متفق ہیں۔ کہ حفظان صحت کے لئے صفائی کی ضرورت ہے مگر امرتسر کی کمیٹی ہے۔ کہ سب ڈاکٹروں کے خلاف اپنی پالیسی رکھتی ہے۔ لیکن اہلحدیث بھی بحکم قرآنی رحمت خدائی سے کبھی ناامید نہیں ہو سکتا۔ اس کہنے سے کبھی نہیں رکیگا۔ اسی لئے سب کمیٹی صفائی کے ممبران کے پاس بنام یہ پرچہ بھیجا گیا ہے ؎

ورنہ آں مباش کہ نشنید باشنید۔

اطلاع ضروری — چونکہ جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب دہلوی انتقال کرگئے ہیں۔ اس وجہ سے اصح المطابع دہلی کا حساب کتاب منسوخ ہو گیا۔ تحفۂ آریہ سماج کا بہت جلد چھپاپا ہی زیادہ ہو گئی لیکن بھی نقل مطابق اصل حرف بحرف سطر بہ سطر ہے۔ اگر کوئی شخص ایک لفظ بھی اصل کے خلاف ثابت کردے۔ تو پانچ روپیہ انعام لے (اڈیٹر فاروق قادیان)

مفقود الخبر

۲۸ دسمبر ۱۹۰۶ء کے اہلحدیث میں یہ ذکر آ چکا ہے کہ پنجاب کے سراج الاخبار نے لکھا تھا کہ مفقود الخبر شخص کی بیوی سے جو چار سال بعد نکاح کرتا ہے وہ بدکاری کرتا ہے اسکا جواب اُسی پرچہ (۲۸ دسمبر) میں دیا گیا تھا کہ مفقود الخبر کی بیوی کا چار سال کے بعد نکاح کرا دینا بڑے بڑے صحابہ اور علماء محدثین و فقہا سے ثابت ہے جن کے حوالے بھی اُسی پرچہ میں دیئے گئے۔ اس سے بعد ۵ اجنوری کے سراج الاخبار میں ہمارے اس مضمون کا جواب نکلا۔ جواب کیا تھا گویا اپنے دعویٰ کی تردید اور ہماری تائید تھی۔ مگر ہم سے اسکا جواب جلدی نہ ہو سکا جس کے کئی ایک باعث تھے ایک تو اس جواب میں کتاب الحجج کا حوالہ تھا جو ایک ایسی نامشہور اور غیر متداول کتاب ہے کہ حافظ زیلعی اور حافظ ابن حجر جیسے علامہ حدیث بھی اُس سے آشنا نہیں۔ اسلیئے ان دونوں حضرات نے ہدایہ کی تخریج میں کتاب الحجج کی روائت مذکورہ کی بابت اپنا عدم علم ظاہر کیا۔ خیر چونکہ سراج الاخبار میں اسکا حوالہ تھا اسلیئے اُسکی تلاش کی تو کہیں سے نہ ملی آخر مدرسہ احمدیہ آرہ سے ملی۔ تو اُس کو دیکھا گیا دوسرا باعث اس تاخیر کا یہ ہوا کہ بعض مضامین ضروری اور بعض موسمی ایسے آتے رہے کہ ہر ہفتہ اس جواب کے ارادہ پر ان کا غلبہ رہا۔ بہر حال آج ہم اسکا جواب دیتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ سراج الاخبار کے کسی مجہول[x] مضمون نگار نے جو ہمارا جواب لکھا ہے وہ حقیقتاً اپنے مذہب کے مخالف اور ہمارے مذہب کے موافق لکھا ہے مگر فاضل مضمون نگار کو دائیں بائیں کی خبر نہیں کہ کہاں کو جاتی ہے۔ ہمیں افسوس نہیں کہ مضمون نگار نے اپنے مذہب کا خلاف کیا ہے جسے وہ نہیں سمجھے بلکہ یہ بھی افسوس ہے کہ انہوں نے دروغگوئی اور حق پوشی سے کام لیا ہے اے کاش یہ دروغگوئی کسی مفید کام میں ہوتی مفید نہیں بلکہ محض شخصی حملے میں چنانچہ آپنے شروع مضمون میں لکھا ہے۔

"اہلحدیث امرتسر جو اخباری دنیا میں ہنوز چار رسالہ بچہ ہے۔ ابتداء میں دو چار دفعہ آریوں اور مرزائیوں کے ساتھ ہاتھوں پائی کرنے سے اپنے خام خیال میں مرد میدان بنکر اپنے گھر ہی میں اپنے پیر بھائیوں سے دست بگریبان ہونے لگا تھا مگر جب انہوں نے اُنکو اُنکی تحریرات سے علمی اور اعتقادی غلطیاں اور زندیقانہ خیالات انتخاب کر کے گذشتہ سے تائب اور آئندہ کو محتاط ہونیکی ہدایت کی تو وہ اپنی خیالی ناموری پر اترا کر اُلٹا اپنے ناصحان مشفق ہی پر ہاتھ اُٹھانے لگا جس پر انہوں نے مجبوراً ایک فتویٰ شائع کر کے اُسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا"

اس بیان میں فاضل مضمون نگار نے محض بازاریوں کی گپ کی پیروی کی اور صرف حق پوشی سے کام لیا۔ ورنہ اگر وہ حق گوئی کرتا تو یہ بھی لکھتا کہ بعض علماء اہلحدیث نے ایڈیٹر اہلحدیث کی مخالفت کا فتویٰ شائع کیا لیکن جب جواب نکلا تو اکثر علماء نے ہی اُس پہلے فتویٰ کو غلط جانا۔ آخر اس نزاع کو کلی اُٹھا دینے کے لئے قومی طور پر آرہ میں تین برگزیدہ علماء منصف ہوئے۔ جنہوں نے متفقہ فیصلے سے مخالفین کے فتوے کو غلط قرار دیا۔ یہ تو ہے اصل واقعہ مگر اس کو سراج الاخبار کے فاضل مضمون نگار نے کیوں سارا بیان نہ کیا؟ اس کا جواب ہم نہیں دیسکتے۔ اسکی وجہ وہی بتائیگا۔

اس کے علاوہ فاضل موصوف نے حق پوشی کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ ہمارے سارے کلام کو نقل نہیں کیا۔ بلکہ اپنی ہی کہتے گئے ہمنے تجربہ سے دیکھا ہے۔ کہ حق پوشوں کی یہ ایجاد قدیم سے ہے کہ فریق مخالف کے مضمون کو اُسی کے الفاظ میں پورا پورا نقل نہیں کرتے جسکو اسمیں شک ہو وہ مرزا صاحب قادیانی اور ایڈیٹر اہل فقہ کا طریقہ دیکھ لے۔ کفیٰ لہم عبرةً۔

خیر اس شخصی بحث سے آگے چلکر آپ نے اپنے اصل مضمون پر آتے ہیں:۔

(۱) مفقود الزوج عورت کے نکاح ثانی کے جائز نہ ہونے کے بارے میں حنفی مذہب کے دلائل اور براہین لکھے جاتے ہیں اور قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ[عہ] وغیرہم اور قیاس شرعیہ کی سیر کرا کر معترض کی تحقیقی معلومات بڑہائی جاتی ہیں۔ پھر اُس کے اُن دلائل کی قلعی کھولی جائیگی جس سے وہ بیچارہ اپنی نادانی کے باعث دھوکا کھایا ہوا ہے پس واضح رہے کہ حنفی مذہب[عہ] میں مفقود سے وہ شخص مراد ہے جس کا کوئی پتہ نشان اور جینے مرنے کی خبر معلوم نہ ہو سو ایسا شخص اس حنفی مذہب میں اپنی ذات کے لئے تو زندہ ہے۔ اُس کی بی بی نکاح ثانی نہیں کر سکتی۔ اور نہ اسکا مال ورثا میں تقسیم ہو سکتا ہے بلکہ قاضی کو لازم ہے کہ کوئی شخص مقرر کرے جو اسکے مال کی حفاظت کرے۔ اور اس کے دیون وصول کرے اور جس مال کو خراب ہونیکا اندیشہ ہو اسکو بیچڈالے اور اس کی اولاد۔ بی بی اور والدین پر خرچ کرے لیکن غیر کے حق میں وہ مردہ ہے۔ غیر کے ترکہ کا وارث نہ ہوگا۔ بلکہ اُسکا حصہ ۹۰ برس تک موقوف رکھا جائیگا۔ اور ۹۰ برس[سے] کے بعد قاضی اُس کی موت کا حکم

---

[x] مجہول وہ شخص ہے جو معلوم نہ ہو چونکہ ہمیں معلوم نہیں کہ آجکل سراج الاخبار کا ایڈیٹر کون ہے اسلئے ہمنے مجہول لکھا ہے اگر یہ لفظ ثقیل ہو تو فاضل مضمون نگار کو چاہیے کہ پبلک کو اپنا تعارف کرائیں (ایڈیٹر)

[عہ] اسمیں حنفی مذہب کی کیا خصوصیت ہے۔ سب میں یہی تعریف ہے۔ (ایڈیٹر)

[عہ] یہہ دو رُخی کہاں سے آئی (ایڈیٹر)

[سے] اس دعویٰ کو یاد رکھیگا پھر بتلائیگا کہ آپکے دعویٰ اور دلیل میں تقریب تام ہے (ایڈیٹر)

نقل مطابق اصل سطر بہ سطر حرف بہ حرف ہے۔ اگر کوئی شخص اس صفحہ کا ایک لفظ بھی اصل کے خلاف ثابت کر دے تو پانچ روپیہ انعام لے۔ (ایڈیٹر فاروق قادیان)

کریگا اور ظاہر روایت یہ ہے۔ کہ جب اُسکی ہم عمر ساتھی مرجائیں تو اسکی موت کا حکم دیا جائے۔ اور یہ مذہب دلائل ذیل پر مبنی ہے۔

اول۔ قولہ تعالیٰ۔ پارہ ۵ رکوع ۱۔ والمحصنات من النساء الا ماملکت ایمانکم جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم پر حرام ہیں۔ خاوند والی عورتیں مگر وہ جن کے مالک ہوئے تمہارے ہاتھ یعنی جو عورتیں دار الحرب سے پکڑ کر لائے ہو۔ وہ اگر خاوند والی بھی ہوں تو تم پر حرام نہیں ہیں۔ اس استثناء سے صاف روشن ہے کہ دار الحرب سے پکڑی آئی عورتوں کے سوا کوئی خاوند والی عورت دوسرے کیلئے ہرگز جائز نہیں رکھی گئی۔ اگر مفقود کی عورت سے نکاح جائز ہوتا تو ماملکت ایمانکم کے بعد اسکو ضرور بڑھایا جاتا۔ یا اور کہیں اشارۃً وکنایۃً ہی سہی۔ اسکا ذکر کیا جاتا۔"

اس عبارت میں مضمون نگار نے دعوے اور اس کی ایک دلیل دی ہے۔ دعویٰ کا خلاصہ تو یہ ہے کہ مفقود الخبر کے گم ہونے سے نوّے برس یا ہم عمروں کے مرنے کے بعد اُس کی بیوی نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ دلیل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر آپ کی تقریر کو صحیح سمجھا جائے تو آپ کی پیش کردہ دلیل سے آپ کا مذہب مرقوم باطل ہوتا ہے۔ پس ہم آپ ہی کے قول کی یوں تشریح کرتے ہیں۔ کہ اگر مفقود الخبر کی بیوی سے نوّے سال یا ہم عمروں کے انتقال کے بعد نکاح جائز ہوتا تو والمحصنات کے بعد اُس کو ضرور بڑھایا جاتا۔ یعنی یوں ہوتا۔ الا بعد کون ازواجھن مفقود تسعین سنۃ او موت اقرانھم۔ جب یہ نہیں تو ثابت ہوا کہ نوّے سال اور ہم عمروں کے انتقال کی کوئی حد نہیں بلکہ ہمیشہ تک وہ عروس نوجوان دولہا کو یاد کرتی رہے۔ اور روتی چلاتی اپنی عزیز جوانی کو برباد کرے۔ اگر اُس سے نہ رہا جائے تو پھر کیا کرے اس کا جواب ہم دینگے۔ تو ہمارے دوست خفا ہونگے۔ اسلئے بہتر ہے کہ وہی دیں۔

خیریت سے فاضل مضمون نگار کی پہلی دلیل کا جب یہ حال ہے کہ بجائے اثبات مدعا کے ابطال مدعا کرتی ہے تو باقی دلائل کو ناظرین خود ہی اندازہ لگالیں ؎

قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا

اب ہم بتلاتے ہیں۔ کہ آپکا یہ طرز استدلال خود حنفی علماء اصول کے مقررہ قواعد کے (جن کے مذہب کی حمایت میں آپ اس مسکینہ پر ظلم کر رہے ہیں) نہ صرف برخلاف ہے بلکہ مردود ہے۔

حنفیہ علماء اصول نے کلام سے استدلال کے چار طریقے بتلائے ہیں۔ عبارت[۱] اشارت[۲]۔ دلالت[۳]۔ اقتضاء النص[۴] (ان کا مفصل ذکر مضمون اجتہاد اور تقلید میں آچکا ہے) ان کے علاوہ جس قدر طریق استدلالات ہیں۔ وہ علماء حنفیہ کے نزدیک غلط بلکہ فاسد ہیں چنانچہ اصول کی معتبر اور درسی کتاب حسامی میں ہے کہ ومن الناس من عمل فی النصوص بوجوہ اُخر فاسدہ عندنا۔

پس آپ بتلائیے۔ کہ آپ کا یہ استدلال طرق اربعہ میں سے کس طریق کا عبارت النص ہے۔ یا اشارت النص۔ دلالت النص ہے یا اقتضاء النص (ہر ایک کی تعریفات مع مثالوں کے ہمارے مضمون اجتہاد اور تقلید میں گزر چکی ہیں) اگر ان میں سے کوئی ہے تو مع تعریف تعیین کیجئے۔ اگر نہیں تو پھر اس کے فاسد اور کاسد ہونے میں کیا شک ہے۔

ہمیں حیرانی ہے کہ اہلحدیث کے مقابلہ پر ہماری بھائیوں کو کیسی کیسی دقتیں پیش آتی ہیں۔ کہ کہتے کہتے اپنے مسلمہ اصول کے جن پر فخر کیا کرتے ہیں۔ بھی خلاف کہہ جاتے ہیں۔ سچ ہے ؎

اُس نقشِ پا کے سجدہ نے یانتک کیا ذلیل ☆ میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل چلا

ہاں یاد آیا کہ آپ تو مقلد ہیں اور مقلد کی شان تو صرف یہ ہے۔ کہ اپنے امام کی بتلائی ہوئی دلیل کو نقل کرے۔ استدلال کرنا اُس کا کام نہیں۔ پس کیا آپ بتلا سکتے ہیں۔ کہ آپکے امام نے اس دعویٰ پر آیت موصوفہ کو دلیل بنایا ہے۔ اگر نہیں بنایا بلکہ آپ کا اپنا استدلال ہے۔ تو آپکے غیر مقلد ہونے میں کیا شک (خدا کرے چشم ما روشن دلِ ماشاد)

(باقی دارد)

قادیانی کرشن جی جان چھڑاتے ہیں

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ☆ کہ عشق آساں نمود اوّل ولی افتاد مشکلہا

کرشن جی نے خاکسار کو مباہلہ کے لئے بُلایا۔ جس کا جواب اہل حدیث ۱۹- اپریل میں مفصل دیا گیا۔ جسکا خلاصہ یہ تھا۔ کہ میں حسب اقرار خود تمہارے کذب پر حلف اُٹھانے کو طیار ہوں۔ بشرطیکہ تم پہلے یہ تبلادو کہ اس حلف کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اسکے جواب میں کرشن جی نے ایک اشتہار دیا ہے۔ جو بقول شخصے "سوال از آسمان جواب از ریسمان" ۔ پھر اُس پر طرہ یہ کہ اُس اشتہار کو اہل حدیث میں درج کرنے کی ہم سے درخواست کی ہے۔ ہماری تو پہلے ہی سے عادت ہے۔ کہ ہم خائنوں اور غداروں کی طرح مخالف کے کلام میں تصرف نہیں کیا کرتے بلکہ اُس کو اُسی کے الفاظ میں تمام و کمال نقل کیا کرتے ہیں۔ یہ تو کرشن جی وغیرہ کی عادت ہے۔ کہ اپنے مخالف کے کلام کو پُورا نقل نہیں کرتے بلکہ اُس میں تصرف بیجا اور بیعنی در بیعنی لگا کر ایسا بگاڑتے ہیں۔ کہ یہودیوں کے بھی کان کتر جاتے ہیں اعتبار نہ ہو

تو مولوی غلام دستگیر اور مولوی اسمٰعیل صاحب علی گڈہی مرحومین کا قصہ یاد کیجئے۔ بہر حال کرشن قادیانی کا اشتہار یہ ہے :۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کیساتھ آخری فیصلہ | بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب

السلام علے من اتبع الہدےٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذّاب۔ دجّال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص مفتری اور کذّاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دُکھ اُٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ میں حق کے پھیلانے کیلئے مامور ہوں۔ اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنیسے روکتے ہیں۔ اور مجھے اُن گالیوں اور ان تہمتوں اور اُن الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذّاب اور مفتری ہوں جیساکہ اکثر اوقات آپ اپنی ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذّاب[1] کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کیساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذّاب اور مفتری نہیں ہوں۔ اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں۔ تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچینگے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کیطرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذّاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے انکو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں۔ تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں۔ کہ میری زندگی میں ہی انکو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھُلے کھُلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جنکو وہ فرض منصبی سمجھکر ہمیشہ مجھے دُکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین میں انکے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دُنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے۔ کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذّاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے۔ تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اسلئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذّاب ہے۔ اُسکو صادق کی

[1] آپ اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں قرآن تو کہتا ہے کہ بدکار کو خدا کی طرف سے مُہلت ملتی ہے۔ سنو! مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا (پ ۱۶ ع ۸) اور اِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا (پ ۴ ع ۹) اور وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (پ ۱ ع ۲) وغیرہ آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں۔ اور سنو! بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ (پ ۱۷ ع ۴) جن کے صاف یہی معنے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اُس مُہلت میں اور بھی بُرے کام کریں پھر تم کیسے من گھڑت اُصول بتلاتے ہو۔ کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی۔ کیوں ہو دعویٰ تو مسیح۔ کرشن اور محمد۔ احمد بلکہ خدائی کا ہے اور قرآن میں یہ لیاقت؟ ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ (نائب ایڈیٹر)

نقل مطابق اصل سطر بسطر حرف بحرف ہے۔ اگر کوئی شخص اس صفحہ پر ایک لفظ بھی اصل کے خلاف ثابت کر دے تو غنے روپیہ انعام لے (ایڈیٹر فاروق قادیان)

[illegible]

زندگی میں ہی دنیا سے اُٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الـــــــــــــــراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ۔ مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ہجری

جواب:۔ اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ کرشن جی دعا کرتے ہیں۔ کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مرجائے۔ اس جواب میں آپنے کئی طرح سے دجل اور فریب سے کام لیا ہے۔

(اوّل) یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔

(دوم) یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اگر تم مرگئے تو تمہارے دام افتادہ "خس کم جہاں پاک" کہہ کر یہ عذر کرینگے کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہیں تھا۔ بلکہ محض دُعا تھی۔ یہ بھی کہہ دینگے۔ کہ دعائیں تو بہت سے نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوئی دیکھو حضرت نوح کی دعا قبول نہ ہوئی بلکہ وہ آپ ہی کی دعاؤں میں بہت سی مثالیں دیدینگے کہ قبول نہیں ہوئیں۔ آپنے تین سال کے اندر فیصلہ ہوجانے کی دعا کی تھی۔ جو قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ آپنے لکھا تھا۔ کہ اگر یہ قبول نہ ہوئی تو میں اپنے آپ کو کافر مردود۔ کذّاب اور دجّال سمجھونگا جس کی تفصیل گذشتہ نمبر میں ہوچکی ہے۔

(سوم) یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مرگیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہوسکتی ہے۔ جبکہ (بقول آپکے) مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم مولوی اسمٰعیل علی گڈھی مرحوم اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسیطرح سے مرگئے ہیں تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے؟ ٹھیک اسیطرح اگر یہ واقعہ بھی ہوگیا۔ تو کیا نتیجہ؟

(چہارم) آپنے بڑی چالاکی یہ کی۔ کہ یہ دیکھا کہ ان دنوں طاعون کی شدت ہے۔ خصوصاً صوبہ پنجاب میں سب صوبوں سے زیادہ ہے بالخصوص پنجاب کے دارالسلطنت لاہور میں جو امرتسر سے بہت قریب ہے۔ یہ کیفیت ہے۔ کہ مُردوں کا اُٹھانا مشکل ہورہا ہے ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے اور کوئی آج اگر ہے۔ تو کل کا اعتبار نہیں اور دیکھنے میں بھی ایسا ہی آیا ہے۔ کہ وہ ہے تو یہ نہیں۔ یہ ہے تو وہ نہیں۔ ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے جب اُس نے دیکھا کہ جہاز ڈوبنے لگا ہے۔ تو بلند آواز سے کہہ دیا کہ مجھے الہام ہؤا ہے۔ جہاز نہیں ڈوبیگا۔ جس سے اس کی یہ غرض تھی۔ کہ اگر ڈوب گیا۔ تو سب مرجائینگے۔ کون میرے کذب پر مجھے الزام دیگا اور اگر بچ رہا تو سارے معتقد ہوجائینگے۔ یہی چال تمہاری ہے۔ کہ اگر مخالف مرگیا۔ تو تمہاری چاندی ہے۔ اور اگر خود بدولت خس کم جہان پاک ہوگئے تو کوئی قبر پر لات مارنے آئیگا؟

(پنجم) تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کُن نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں۔ پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کرکے طاعون زدہ کو کاذب جانینگے۔

(ششم) آپنے ایک چالاکی یہ کی کہ پہلے تو صرف طاعون یا ہیضہ سے موت کی دُعا کی۔ مگر اخیر میں آکر یہ بھی کہدیا کہ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو۔ مبتلا کر۔ اس تعمیم کرنے سے آپ کی غرض وہی ہے جو آتھم کے معاملہ میں آپ نے ظاہر کی تھی کہ موت کی پیشگوئی جب جھوٹی نکلی تو بات بنالی کہ چونکہ وہ امرتسر سے فیروزپور تک چلا گیا اور چھپ کر رہا۔ پس یہی موت کے برابر ہے چہ خوش ؎

من خوب مے شناسم پیران پارسا را

(ہفتم) آپنے پہلے اپنے گذشتہ مضمون مندرجہ اہلحدیث ۱۹ اپریل کے فقرہ نمبر ۴ میں لکھا تھا۔ کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم وکریم ہوتے ہیں۔ اور اُن کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے" مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دُعا کرتے ہیں۔

مرزائیو! بتلاسکتے ہو یہ تہافت اور تخالف کیوں ہے ایک ہی ہفتہ میں اتنا اختلاف کیوں ہؤا؟ سچ ہے۔ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً ؞

ان تینوں کے متعلق آیندہ کسی پرچہ میں ہم ایک مفصل مضمون لکھیں گے۔ جسمیں آپکا اور آپکے دام افتادوں کا بخیہ اُدھیڑینگے۔ انشاءاللہ۔

نقل مطابق اصل سطر بسطر حرف بحرف ہے۔ اگر کوئی شخص اس صفحہ پر ایک نقطہ بھی اصل کے خلاف ثابت کردے۔ تو غلطی ۲ روپیہ انعام لے (ایڈیٹر صادق ملیالم)

مختصر یہ کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اُٹھانے کو طیار ہوں اگر تم اُس حلف کے نتیجے سے مجھے اطلاع عدو۔ اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے ✤

مرزائیو! تمہارا گروہ اور تم کہا کرتے ہو کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں کسی نبی نے بھی اسطرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہے؟ بتلاؤ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو۔ شیم۔ شرم۔ شیم۔

مَیں امید کرتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب اپنے ماتحتوں کو حکم دینگے کہ اپنے اخباروں میں میرا جواب بھی تمام نقل کر دیں ✤

معذرت:۔ ہم نے ناظرین سے وعدہ کیا تھا۔ کہ کرشن جی کے الہامات اور پنڈت گردہاری لال لاہوری نجومی کی پیشگوئیوں کا ہر مہینے مقابلہ کیا کرینگے۔ مگر کرشن جی کے دیگر مضامین کیوجہ سے وہ مقابلہ لکھا ہُوا ملتوی رہا۔ آیندہ انشاءاللہ نکلیگا ✤

تصحیح:۔ ١٩ ار اپریل کے پرچہ میں بصفحہ اوّل کالم سطر ٢٨ میں جو یہ عبارت ہے "کہ ہم اپنے وطن کے ذمہ دار ہیں" اُس میں "وطن" کی بجائے "نفس" پڑھنا چاہیئے۔ وطن غلط ہے ✤

ہندوستان میں بیچینی اور گورنمنٹ کی خاموشی

(خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمے آید)

آجکل ہندوستان کی ہندو کمیونٹی میں جو بیچینی اور خود داری کے خیالات ترقی پر ہیں۔ انکو دیکھ کر ایک مدبر یہ رائے قائم کرسکتا ہے کہ ؎

ابتداء عشق ہے۔ روتا ہی کیا ✤ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ✻

✻ آگے ایڈیٹر اہلحدیث کا مضمون چونکہ گورنمنٹ کے خلاف نہایت شر انگیز تھا۔ اسلئے اسکو نقل نہیں کیا گیا۔

(ایڈیٹر فاروق قادیان)

(نوٹ) اس کالم میں ایڈیٹر اہلحدیث کا گورنمنٹ کے خلاف ایک نہایت شر انگیز مضمون تھا۔ اسلئے اسکو نقل نہیں کیا گیا۔

(ایڈیٹر فاروق)

قادیان

نوٹ:۔ اس پوسٹ میں پروپرائٹر میڈیسن ایجنسی کٹرہ قلعہ امرتسر کا ادویات کا اشتہار تھا وہ نقل نہیں کیا گیا (ایڈیٹر فاروق)

نقل مطابق اصل سطر بسطر حرف بحرف ہے۔ اگر کوئی شخص اس کالم اول کا ایک لفظ بھی اصل کے خلاف ثابت کر دے۔ تو غلغلہ روپیہ انعام لے (ایڈیٹر فاروق قادیان)

نوٹ:۔ اس کالم میں ایڈیٹر اہلحدیث کا گورنمنٹ کے خلاف ایک نہایت شر انگیز مضمون تھا۔ اسلئے اسکو نقل نہیں کیا گیا۔

(ایڈیٹر فاروق)

قادیان

نوٹ

اس کالم میں ایڈیٹر اہلحدیث کا گورنمنٹ کے خلاف ایک نہایت شر انگیز مضمون تھا اسلئے اسکو نقل نہیں کیا گیا۔

(ایڈیٹر فاروق)

قادیان

اہلحدیث کانفرنس

کی بابت ایک صاحب (جو اپنا نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں) لکھتے ہیں۔ کہ کانفرنس کو چاہیئے۔ کہ اہلحدیث کے مذہب کی ایک جامع مانع کتاب مدلل مثل ہدایہ کے لکھا کر قوم کے ہاتھ میں دے۔ جواباً گذارش ہے کہ یہ اور اس جیسے اور بھی کئی کام کانفرنس کریگی انشاءاللہ۔ مگر جب اس کو قوم کی طرف سے تقویت پہنچے گی سردست تو اس کی وہی مثال ہے۔ جو مسلمانوں کی انجیل میں تھی۔ کمثل زرع اخرج شطأہ۔ جب اسکو قوت حاصل ہو کر فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ کا رتبہ حاصل ہوگا۔ تب کہیں جاکر بتدریج تعجب الزراع بھی حاصل ہو جاویگا۔ انشاءاللہ *

شحنۂ ہند کا جواب

اہل فقہ نے اپنے معمولی طریق سے کئی ایک دفعہ لکھا تھا۔ کہ اہلحدیث میں جو ایڈیٹوریل مضامین چھپتے ہیں۔ یہ شحنۂ ہند میرٹھ کے ایڈیٹر کے لکھے ہوتے ہیں گو اس میں کوئی عیب نہیں۔ کہ ایک بھائی دوسرے کے کام میں مدد کرے مگر چونکہ یہ دعویٰ محض جھوٹ اور صرف کذب تھا۔ اس لئے اہلحدیث مورخہ ۲۲ ؍ مارچ میں معزز اڈیٹر شحنۂ ہند سے اسکی بابت سوال کیا گیا کہ اہل فقہ کے

نقل مطابق اصل حرف بحرف سطر بسطر۔ اگر ایک لفظ بھی کالم دوم کا کوئی اصل کے خلاف ثابت کر دے۔ تو پانچ روپیہ انعام لے (ایڈیٹر فاروق قادیان)

اس دعویٰ کی بابت روشنی ڈالیئے ہر چند اہل فقہ کے چالاک ایڈیٹر نے پیش بندی کی کہ شحنہ ہند جواب نہ دے بلکہ اس پیش بندی میں اس نے حسب معمول غلط گوئی سے شحنہ ہند کو بھڑکانا بھی چاہا۔ مگر شحنہ ہند کا تجربہ کار اڈیٹر جس نے اہل فقہ جیسوں کو انگلیوں پر کھلایا ہو۔ کب اس کے بھڑے میں آ کر حق بات کو چھپاتا اس لئے شحنہ ہند نے ۸ اپریل کے پرچہ میں اس کا جواب دیا آپ لکھتے ہیں کہ

"ایڈیٹر اہل فقہ نے اب ایک فضول بحث چھیڑ دی۔ کہ ایڈیٹر شحنہ ہند اڈیٹر اہلحدیث کو مضامین کی مدد دیتا ہے اہلحدیث نے بھی شحنہ ہند سے استفسار کیا ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کو کسی سے مضامین لینے کی ضرورت ہی کیا ہے وہ ماشاء اللہ عالم ہیں فاضل ہیں محقق ہیں۔ محدث ہیں مفسر ہیں۔ وہ اگر چاہیں تو صرف ایڈیٹوریل سے اخبار معمور کر سکتے ہیں۔ نہ انھوں نے آج تک ہمسے کوئی مضمون لیا۔ نہ ہمنے کوئی مضمون دیا۔ بالفرض لیا بھی جاتا تو کیا نامہ نگاروں کے مضامین سے کسی اڈیٹر کا کسر شان ہو سکتا ہے۔ یا اس کی لیاقت میں فرق آ سکتا ہے۔ اب تک تو ہمنے اہلحدیث کو مضامین نہیں دیئے۔ لیکن اگر تقلید کی لنکا کا مسمار ہونا مجدد کے دہوال دھار مضامین کے گولوں پر منحصر ہے۔ تو اب ضرور دیئے جائینگے انشاء اللہ۔"

کیا اڈیٹر اہل فقہ اس جواب کو نقل کریگا۔ حیا درکار ہے ❖

اڈیٹر الحکم اور بدر جلدی جواب دیں

کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کا کوئی الہام اس مضمون کا ہے کہ آپ نے تین اشخاص (مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور منشی الہی بخش صاحب لاہوری اور ایک کوئی شخص) کو مکاشفہ میں دیکھا تھا کہ آپ (مرزا صاحب) کے پیرو ہیں؟ جواب ایمانداری اور حافظہ سے دینا۔

قادیانی کے متعلق ناظرین سے مشورہ

چونکہ قادیانی کرشن کا فتنہ بہت بڑھتا جاتا ہے۔ اور اخبار میں اتنی گنجایش نہیں۔ کہ اس کے تمام متعلقات کو درج کیا جائے۔ نہ اخبار کے کل خریداروں کو اس بحث سے دلچسپی ہے اسلئے مدت سے خیال تھا۔ کہ اس معاملہ کا کسی احسن صورت میں فیصلہ کیا جاوے پس ناظرین اپنی اپنی رائے سے اطلاع بخشیں۔ کہ ایسے مضامین کو ضمیمہ اخبار میں کیا جاوے یا ماہواری رسالہ کی صورت میں اخبار سے بالکل الگ خاکسار اڈیٹر کی رائے میں رسالہ ماہواری بہت اچھا ہے۔ جو محفوظ بھی رہیگا اور باقاعدہ پہنچا کریگا۔ سر دست رسالہ ۱۶ صفحوں پر ہوگا۔ جس کی سالانہ قیمت مع محصول صرف عہ ہوگی۔ اخبار کے ساتھ اسکا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اخبار کے خریداروں سے بھی وہی قیمت ہوگی۔ جو غیروں سے ہوگی۔ ناظرین اپنی اپنی راؤں سے اطلاع بخشیں۔ اور رسالہ کا نام بھی تجویز کریں۔

مہاراجہ صاحب بنارس کی فیاضی

مہاراجہ صاحب بنارس کی فیاضی گذشتہ زمانوں کی فیاضی یاد دلاتی ہے۔ قصبہ کونڑہ میں مسلمانوں کو مسجد کی بڑی ضرورت تھی۔ اونھوں نے جناب مدن گوپال صاحب افسر اعلیٰ کی معرفت درخواست گذاری تو مہاراجہ صاحب بہادر نے مفت اراضی مسجد کیلئے عطا فرمائی۔ جسکے لئے مسلمانان قصبہ خصوصاً اور تمام مسلمانان ہند عموماً مہاراجہ صاحب کے مشکور ہیں۔ (نامہ نگار)

وحدۃ الوجود

کے متعلق ۵۔ اپریل کے پرچہ میں چند سوال میری غیبوبت میں چھپے تھے۔ اس میں ان پر کچھ نہ لکھ سکا۔ ہمارے مکرم جناب مولوی علی نعمت صاحب پھلواروی ضلع پٹنہ کو اس مسئلہ میں خوب تجربہ ہے۔ اسلئے امید ہے کہ مولوی صاحب ممدوح اس طرف توجہ فرماوینگے۔ (ایڈیٹر)

چالیس سوالوں کے چالیس جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۳۲) عمر دہندہ کا نکاح کر سکتا ہے کیونکہ رضاعت کی حرمت رضیع (مثلاً زید) کے بھائیوں کیطرف سرایت نہیں کرتی۔ حتی کہ عمر کو خود زید کی مرضعہ بھی روا ہے ❖

(۳۳) دودھ میں نمک ملانے کی ممانعت کہیں دیکھی تو نہیں ہے۔

(۳۴) اخلاص و معوذتین کے ماسوا آیات و نیک کلمات سے بھی دم کیا

اہلحدیث کا مذہب صفحہ ۔ موعود کے مسائل فقہی و فرقوں کی آزادی کے لکھے ہیں [illegible]

جاتا ہے۔ چنانچہ فاتحہ سے مارگزیدہ کا دم اور بسم اللہ اور فیک وغیرہ کا رُقیہ حدیث میں ماثور ہیں۔ اور دم کرنے کے کئی طریق ہیں۔ پڑھ کر بدن پر پھونکنا یا ہاتھوں میں پھونک کر ہاتھوں کا بدن کو ملنا یا پانی کا دم کرکے پلانا۔ یا بدن کو لگانا جب حضرت مرض الموت میں تھے تو عایشہ صدیقہ آپ کو دم کرتی اور دم کی جگہ پر زیادتی برکت کو آپ کا مبارک ہاتھ پھیرا دیتی تھیں اکثر دم کرنہیں نفث کا لفظ آیا ہے جو خفیف سے لعاب کے ہمراہ پھونکنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ نفث میں نفخ۔ نفث۔ تفل۔ بزق درجہ بدرجہ زیادتی لعاب پر دال لکھے ہیں۔

(۳۵) بعضوں نے کچھ اس کی اور بھی تاویل کی ہے۔ لیکن ظاہر یہی ہے کہ نیک خواب میں نبوت کا ایک چھیالیسواں حصہ ہیں۔ بخاری کی مرفوع روایت میں ہے۔ کہ اب نبوت میں سے صرف مبشرات رہ گئے۔ لوگوں نے کہا مبشرات کیا؟ فرمایا نیک خواب۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ ما کان من النبوۃ فلا یکذب (جو نبوت سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہوتا) اس پر امام المعبرین ابن سیرین فرماتے ہیں۔ کہ خواب تو شیطانی اور بشارت رحمانی تین قسم کی ہوتی ہیں۔ پس مومن کی رحمانی خواب جو نبوت کا ایک حصہ ہے ضرور سچی ہوتی ہے۔ لیکن ایمان کی سچائی شرط ہے۔

(۳۶) حضرت پانی سے استنجا کرنے کے بعد ہاتھ زمین پر مل لیتے تھے۔ اس سے کچھ اس معنے کی تائید نکلسکتی ہے اور تو معلوم نہیں ::

(۳۷) لقطہ کے سال بھر شہرت دینے ہی کا حکم آیا ہے کم مالیت ہو۔ تو پہلے بھی صرف کر سکتے ہیں۔ چنانچہ علیؓ نے ایک دینار پایا۔ وہ رسول اللہؐ اور علیؓ و فاطمہؓ نے کھایا۔ بعد میں ایک عورت اسکی جویاں ہوئی حضرت نے فرمایا کہ علی! دینار دیدے ::

(۳۸) مکان احاطہ مسجد کی اُجرت صرف مسجد ہو سکتی ہے کیا مانع ہے؟

(۳۹) غیر اللہ پیران پیر ہوں یا علیؓ یا بو علیؒ یا بخاری سرخ یا اور کوئی امام کسی کی منت ماننا یا کسی سے امداد چاہنا صاف مشرک بنا دیتا ہے۔ کیونکہ نذر ایک عبادت ہے اور عبادت و استعانت دونوں اللہ ہی سے مخصوص ہیں چنانچہ ایاک نعبد وایاک نستعین کا یہی مفہوم ہے علامہ محمد معینؒ آپنے رسالہ "ما اہل بہ لغیر اللہ" میں لکھتے ہیں کہ:۔

"نذر برائے غیر خدا حرام است وعلیہ انعقد الاجماع بلکہ کفر است کما سدہ جمیع الفقہاء ومن افعال الکفر وورد فی الحدیث لا نذر لغیر اللہ ودر رسالہ الایۃ منہ

کہ تصنیف قاضی ثناءاللہ صاحب پانی پتی است مذکور است کہ سجدہ بر قبور انبیاء و اولیاء و طواف نمودن و دعا از انہا خواستن و نذر برائے ایشان کردن حرام است بلکہ چیزہا از اں بکفر میرساند و نیز قضائی حاجات از غیر خدا خواستن و اورا مالک نفع و ضرر خود اعتقاد کردن شرک جلی است العیاذ باللہ"

اور بعض لوگ کو نیت یہی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہمیں تقرب محض اللہ ہی کا منظور ہے۔ صرف اس نذر کا ثواب ہم ان بزرگوں کے نام لگاتے ہیں ایسا کرنا بظاہر شرک تو نہیں لیکن انکا اس مشرکانہ روش پر چلنا دال میں کچھ کالا کالا ضرور محسوس کراتا ہے۔ ورنہ خاص خاص تاریخوں کا تعہد اور فلاں بزرگ کے لئے فلاں چیز کا تعین (مثلاً پیر صاحب کی گیارہویں ہی ہو۔ بو علی کی سرتی وغیرہ وغیرہ۔ یہ کیا ضرور ہے جو نکہ اس صورت میں بھی وہی شرک کی ڈھانچہ برابر کھڑا رہتا ہے۔ اسلئے یہی حکم من تشبہ بقوم فھو منھم اشتباہ سے خالی نہیں۔ اس سے بھی مسلمانوں کو پرہیز لازم ہے اور بہرصورت یہ جملہ طرق مروجہ بدعات میں داخل ہیں خیر القرون وائمہ دین سے انکا کوئی ثبوت نہیں ہے افسوس ہے کہ ہماری کتنی ایک سادہ لوح عالم بھائی بھی جہلاء کے دام تزویر میں آجاتے اور ان مشتبہات کی صاف حلت کا فتویٰ دیدیتے ہیں۔ اور عوام کو اُسی ٹیڑھی لکیر پر چلنے کی عام جرأت دلاتے ہیں حالانکہ اگر حق الامر کی تفتیش سے کام لیں۔ تو کبھی ایسا نہ کریں علامہ لکھنویؒ اپنی تقریر متعلقہ ما اہل بہ لغیر اللہ میں فرماتے ہیں:۔ "ہر چہ تقرب امریست پوشیدہ و گرفتاران ایں کار راحیاناً مینخواہند کہ قصد بد ایشاں ہویدا نشود۔ لاجرم تفتیش آثارات و علامات باید کرد"۔ اور لکھتے ہیں کہ:۔

"دانستن ایں امر حاضران ایں کار را دا زیادہ تر میسر است خاص معلانیت بلکہ حال علماء و حال غیر شاں کہ معاینہ بلنند ہماں مثل ماندہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ + و ایں علامات و آثارات و چیزیکہ باں تقرب میجوئند مختلف ومتبدل باعتبار زماں و بلدان میشود عاقل را باید کہ تامل و غور کردہ تفتیش نماید اگر محافظت ایمان منظور است تفتیش کردہ پرہیز نمائید"

نیز تفصیل ان علامات میں تمثیلاً لکھتے ہیں:۔

"شیخ سدو وپیراں و زین خان کدام حق بریں ناداں دارند کہ برائے ایشاں جانہا تلف کردہ خوش دل میشوند وگاہے ایں قسم عمل برائے پدر و پیر و اُستاد خود نے نمائند باوجودیکہ سزاوار تر برسانیدن ثواب ایشانند نہ سدو وپیراں و زین خان"

نقل مطابق اصل حرف بحرف سطر بسطر اگر ایک لفظ بھی اس صفحہ کا کوئی اصل کے خلاف ثابت کردے تو پانچ روپیہ انعام لے۔ (ایڈیٹر فاروق قادیان)

فتاویٰ

س نمبر ۱۸۵ :- اگر کوئی اہل اسلام کسی کفار خاکروب وغیرہ کا عقد بطور شرع کر دیوے۔ تو اُس کا کیا حکم ہے؟

س نمبر ۱۸۶ :- جو قرآن شریف فارسی اُردو و انگریزی میں لکھا جائے کلام الٰہی ہے یا نہیں اور سپر احکام الٰہی مترتب ہوتے ہیں یا نہیں؟

س نمبر ۱۸۷ :- کواکب آسمان دنیا میں ہیں یا تمام آسمانوں میں تینوں سوالوں کے جواب سے بذریعہ اخبار سرفراز فرماویں۔

ج نمبر ۱۸۵ :- بیشک کر دیوی الاسلام یعلو ولا یعلی اسلامی رسوم کا دوسری قوموں میں جاری کرنا گناہ نہیں۔ دوسری قوموں کی رسوم مخالفہ کا اسلام میں جاری کرنا گناہ ہے۔

ج نمبر ۱۸۶ :- قرآن شریف کا فارسی انگریزی میں لکھنا دو طرح سے ہے ایک تو یہ کہ صرف نقوش فارسی اور انگریزی میں ہوں مگر الفاظ عربی ہی میں رہیں مثلاً اَلْحَمْدُ کو فارسی میں اس طرح الحمد اور انگریزی رومن میں اس طرح (Al ha m.da) لکھا ہے۔ اس صورت میں تو وہ قرآن ہی ہے کیونکہ نقوش کا اعتبار نہیں بلکہ الفاظ کا ہے نقوش اصلی عربی میں بھی نہیں رہے۔ کیونکہ زمانہ نزول قرآن کا رسم الخط اس زمانہ سے بالکل مغائر تھا۔ جواب بالکل متروک ہے۔ اور اگر فارسی انگریزی سے مراد ترجمہ ہے تو وہ قرآن شریف نہیں بلکہ ترجمہ ہے کیونکہ قرآن شریف کو قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا حدیث شریف میں ہے۔ احبو العرب لثلاث انا عربی والقرآن عربی ولسان اھل الجنۃ عربی پس اُس ترجمہ کو قرآن مجید نہیں کہینگے بلکہ ترجمہ قرآن مجید کہینگے۔

س نمبر ۱۸۷ :- جو بکری یا بکرا یا دنبہ حلال کیا جاوے۔ اور اس کی گھنڈی دھڑ کی طرف رہ جاوے تو وہ جائز ہے یا کہ ناجائز؟

س نمبر ۱۸۸ : قربانی دینا ہر ایک مسلمان کو سنت ہے یا حکم ہے یا کہ صرف دولتمند کو چاہیئے اور نیز قربانی سنت ہے یا حکم ہے؟

ج نمبر ۱۸۷ :- کوئی ہرج نہیں۔ اگر رگ جان کٹ جاوے۔

ج نمبر ۱۸۸ :- قربانی کے متعلق اختلاف ہے۔ سنت تو سب کے نزدیک ہے حنفیہ کے نزدیک مالداری شرط ہے مالی احکام شرعیہ پر غور کرنے سے بھی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ مالی احکام مالداروں ہی پر ہوتے ہیں والعلم عند اللہ۔

س نمبر ۱۸۹ :- انگریزی نوٹ میں زکوٰۃ ہے یا نہیں معترض کہتے ہیں کہ سونا چاندی نہیں ہے لہذا زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور دوسرے کتنے روپیہ ہونے سے زکوٰۃ دینا ہوگا۔ اور کتنا روپیہ دینا ہوگا۔

ج نمبر ۱۸۹ :- نوٹ حقیقت میں قرض کی رسید ہے گویا سرکار قرضدار ہے اور نوٹ اُس قرض کی رسید ہوتی ہے۔ مگر ایسی رسید کہ ہر ایک جگہ دکھا کر روپیہ وصول کر سکتا ہے۔ کسی طرح کی دیر نہیں اور یہ مسئلہ ہے کہ جو قرض کسی ایسے شخص پر ہو جو اقراری ہو۔ خصوصاً ہر وقت دینے پر طیار ہو۔ اُس قرض پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

س نمبر ۱۹۰ :- ایام حج میں بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے سے پہلے منیٰ اسے مکہ معظمہ کی طرف بھیجدینا کس کتاب میں مذکور ہے۔

س نمبر ۱۹۱ :- بی بی سودہ رضہ کو منیٰ سے مکہ بلا محرم اور عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اُن کے بھائی عبد الرحمٰن محرم کے ساتھ تنعیم بھیجنے میں تعارض ہے یا نہ منیٰ سے مکہ اگر مسافت سفر نہیں رکھتا ہے اور مکہ سے تنعیم مسافت سفر رکھتا ہے تو سودہ رض کا بلا محرم اور عائیشہ رض کا محرم کے ساتھ جانے میں کوئی شبہ سائل کو نہیں اور اگر منیٰ اور مکہ کے درمیان مسافت سفر ہے تو سودہ رض کو بلا محرم آپ نے کیوں بھیجدیا؟ اگر منیٰ و مکہ کے درمیان مسافت سفر ہونیکی صورت میں ج نمبر ۲۶۸ میں یہ لکھنا کہ عورت کے ہر سفر میں محرم کا ہونا شرط ہے کیونکر صحیح ہوگا؟

ج نمبر ۱۹۰ :- صحیح بخاری باب من قدم ضعفۃ اہلہ میں ہے۔

ج نمبر ۱۹۱ :- مسافت سفر میں اختلاف ہے جن علماء کے نزدیک تین چار کوس کی مسافت بھی سفر ہے اُن کے نزدیک تو دونوں مقام مکہ معظمہ سے سفر ہیں اور جن کے نزدیک تیس بتیس میل ہے اُن کے نزدیک نہیں۔ مگر حضرت سودہ کو اس لئے اجازت دی تھی کہ اس کے ساتھ چند ایک اپنے گھرانے کے لوگ ساتھی بھی تھے۔ اور وہ خود بھی بہت بڑھیا تھیں ایسی صورت میں وہ تشدد نہیں جو جوانی اور تنہائی کی صورتیں ہے۔ کیونکہ فتنہ کا احتمال بہت دور ہے ممکن ہے کہ سودہ کا کوئی محرم بھی ساتھ ہو۔ گو اس کا ذکر نہیں ایسے ذوالوجوہ واقعات کی بنا پر قانون کلیہ میں خلل نہیں آتا۔

تصحیح :- ۲۷۔ دسمبر کے پرچہ میں فتویٰ ۶۲ میں غلطی ہوئی ہے یوں ہونا چاہیئے کہ بیوہ عورت پر خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ عدت واجب ہے حدیث شریف میں ...... ایسا ہی ہے

نماز الحکم :- ہندوؤں۔ آریوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں کی عبادتوں کا مقابلہ قیمت ۲ ... صفحہ ... مفصل ...

نقل مطابق اصل حرف بحرف سطر بہ سطر۔ اگر ایک لفظ بھی اس صفحہ کا کوئی اصل کے خلاف ثابت کر دے۔ تو پانچ روپیہ انعام لے (ایڈیٹر فاروق قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیصلۂ ربانی اور ثنائی حیرانی

اے اسلام کے نام لیوا لوگو! اور اے انصاف پسند انسانو!! خدا کے لئے اس مقدمہ کے واقعات کو اوّل سے آخر تک ملاحظہ کرو۔ جو مابین مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مرزا صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے دائر ہوا۔ آپکا فرض ہے کہ آپ بلا رو رعایت بغیر کسی لحاظ یا دباؤ کے محض فریقین کے دلائل کو دیکھ کر واقعات سے جو امر ثابت ہو اسکو نہایت آزادی سے ظاہر کر دیں اپنے مذہب یا عقیدہ کو (خواہ آپکا کچھ ہی عقیدہ یا مذہب ہو) اسمیں دخل نہ دیں۔ بلکہ ایک ایسے جج اور منصف کی حیثیت سے اظہار رائے کریں جس کو نہ فریقین کے مذہب سے کچھ واسطہ ہوتا ہے۔ اور نہ ہی اپنے عقیدہ اور مذہب سے وہ فیصلہ کرتا ہے۔ گو اسکے مذہب کے خلاف ہی فیصلہ ہو مگر وہ روئداد مسل سے فیصلہ دیتا ہے۔ اس اپیل کے بعد میں آپکے سامنے نہایت اختصار کے ساتھ اس تنازعہ کو پیش کرتا ہوں اور اسکے مختصر حالات سُناتا ہوں بہت غور سے سنیئے:۔

پہلی بات:۔ یہ تنازعہ دیوانی یا فوجداری یا مال کا کوئی دنیاوی قضیہ نہیں۔ بلکہ دو شخصوں کے اپنے اپنے دعاوی میں صادق یا کاذب ہونیکا ہے جو کہ مذہبی حیثیت میں وہ ایک دوسرے کے خلاف رکھتے ہیں۔

دوسری بات:۔ فریقین کا دعویٰ یہ ہے:۔ مرزا صاحب علیہ السلام اس امر کے مدعی ہیں کہ خدا نے مجھے مسیح موعودؑ بنا کر اصلاح خلق کیواسطے اس زمانہ میں مامور کیا ہے اور مجھے الہام و وحی سے شرف بخشا ہے۔ **مولوی ثناء اللہ** ان کے دعویٰ کا منکر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ انسانی افترا ہے۔ خدا نے کوئی الہام انکو نہیں کیا۔ مرزا کو تو خدا پر بھی ایمان نہیں۔ یہ مفتری علے اللہ۔ دجال۔ کذاب۔ دوکاندار ہے اس کے سب الہام شیطانی ہیں جس سے لوگوں کو گمراہ کرتا اور روپیہ کماتا ہے۔

تیسری بات۔ مدعی نے اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے کیا کیا طریق استعمال کئے۔

پہلا طریق مرزا صاحبؑ نے بیشمار دلائل عقلی و نقلی قرآن و حدیث و قانون الٰہی سے ثبوت دعویٰ میں شایع کئے جن سے کتب و رسالے و اخبارات بھرے پڑے ہیں۔ مگر علمائے چودہویں صدی نے ان دلائل کو بوجہ ضد اور تعصب کے نیز اسلئے کہ انکی حکومت لوگوں پر سے اُٹھتی تھی۔ اور خود انکو مطیع و تابعدار بننا پڑتا تھا نہ مانا اور ردّی کی طرح پھینک دیا تو

دوسرا طریق مرزا صاحبؑ نے دوسرے طریق سے اپنے دعویٰ کا ثبوت دیا۔ کہ سب مخالفوں۔ مولویوں۔ صوفیوں کو مُباہلہ کے لئے بلایا اس کے واسطے بھی ان میں سے کوئی نہ اُٹھا۔ تو

تیسرا طریق مرزا صاحبؑ نے ۱۸۹۶ء میں "رسالہ انجام آتھم" میں تمام مولویوں اور صوفیوں کو نام بنام لکھ کر چیلنج مباہلہ دیا۔ جسمیں مولوی ثناء اللہ کا بھی نام درج کیا۔ اور بصورت میدان مباہلہ میں نہ آنیوالوں کے لئے چیلنج مذکور میں یہ لکھا:۔

"گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اس شخص پر جو اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر و توہین کو چھوڑے۔ اے مومنو! اے خدا تم سب کہو کہ آمین" (انجام آتھم ص۶۶)

اسکے بعد بہت سے مولوی اور صوفی تو دم بخود ہو گئے۔ مگر امرتسری مُلاں نے اس لعنت کا پورا حصہ لینے کو مرزا صاحبؑ کی تکذیب اور توہین میں رات دن کو شاں رہ کر ناخنوں تک زور لگانا شروع کر دیا۔ جب اس کی یہ شرارت بڑھنے لگی۔ تو حضرت مرزا صاحبؑ نے "اعجاز احمدی" اپنی کتاب میں بالفاظ ذیل مباہلہ کیواسطے لکھا:۔

"مینے سُنا ہے۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر مینے دیکھی ہے۔ جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے۔ کہ میں اس طور کے فیصلہ کے لئے بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہی مر جائے۔ سو اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ (خواہش) دل سے ظاہر کی ہے۔ تو اس سے بہتر کیا ہے وہ اس اُمت پر اس تفرقہ کے زمانہ میں بہت ہی احسان کرینگے کہ مرد میدان بنکر (اس ذریعہ) سے حق و باطل کا فیصلہ کر لینگے۔ یہ انہوں نے اچھی تجویز نکالی۔ اب اسپر قائم رہیں تو بات ہے" ص۱۱

(۲) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مرینگے" ص۳۷

جان بڑی پیاری ہے۔ امرتسری نے اس سُرخ موت سے بھی بُری طرح جان بچائی۔ اور اپنے رسالہ "الہامات مرزا" میں ایسی تحریر لکھنے سے تو انکار نہیں کیا یہ نہیں کہہ سکا کہ مینے کوئی ایسی درخواست نہیں کی نہ یہ تجویز فیصلہ کی میں نے نکالی۔ صرف موت کو آنکھوں کے سامنے دیکھ کر اس کا یہ جواب دیا:۔

"چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں اور نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے۔ اس لئے ایسے مقابلہ کی جُرأت نہیں کر سکتا میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں"

(الہامات مرزا ص۸۵ طبع دوم)

اسجگہ امرتسری نے یہ عذر کر کے اس پیالہ کو ٹالا ہے کہ میں چونکہ نبی نہیں۔ اسلئے ایسے چیلنج مباہلہ کو منظور کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ نبی کا ہی یہ کام ہے کہ وہ اس طرح مباہلہ کرے یہ نہیں کہا کہ ایسا مباہلہ خلاف شریعت ہے یا خلاف سنّتِ انبیاء ہے مگر آگے چلکر آپکو معلوم ہو گا۔ کہ جس مباہلہ کو انبیاء کا کام قرار دیتا تھا۔ اسی کو خلافِ انبیاء قرار دیتا ہے۔ جب کہ ایک غیر احمدی حنفی علی احمد صاحب کلرک میاں میر نے اس کو ایک چٹھی اس مضمون کی لکھی۔ کہ آپ مرزا صاحبؑ سے ضرور مباہلہ کر کے فیصلہ کریں۔ اس چٹھی کو امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۶ء میں شایع کیا

ہے۔ کلرک مذکور ثناء اللہ کو لکھتا ہے کہ:۔

"مناسب یہی ہے کہ مرزا جی سے اُس طریق پر جو اُنہوں نے اعجاز احمدی میں تحریر فرمایا ہے۔ مباہلہ کریں تو صادق کیلئے راہ کھل جاوے۔ کیونکہ جب آپ کے نزدیک یہ مسلم امر ہے۔ آپکا اسپر پورا یقین ہے کہ مرزا قادیانی دراصل کاذب ہے۔ اور دجال ہے اور حضرت عیسٰے علیہ السلام دراصل آسمان پر ہیں۔ تو کیوں آپ اس سیدھی راہ پر آکر مرزا جی سے مباہلہ نہیں کرتے۔ کیا جناب کا خدا تعالیٰ پر بھروسہ ہے کہ وہ صادق کو کاذب کے سامنے ہلاک کر دیگا۔ امید ہے کہ آپ ضرور بضرور مباہلہ کر کے جھوٹے کو اُسکے گھر تک پہنچائیں گے۔" ص۲ (اہلحدیث ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۶ء)

یہ درخواست ایک ایسے شخص کی ہے۔ جو احمدی نہیں مرزا صاحب کا مُرید نہیں۔ مگر وہ دیکھتا ہے کہ مرزا صاحبؑ کے ساتھ مباہلہ کرنے سے امرتسری ڈرتا ہے۔ اس لئے وہ ثناء اللہ کو لکھتا ہے۔ کہ وہ ضرور مباہلہ کرے۔ لیکن یہ کاغذی شیر پنجاب اس بیچارے کو بھی چالاکی سے ٹال دیتا ہے۔ اور جس مباہلہ کو انبیاء سے مخصوص بتاتا تھا۔ اب اُسکو خلافِ انبیاء بتا کر پیچھا چھڑاتا ہے چنانچہ اسکے جواب میں لکھتا ہے:۔

"سُنو! جو طریقہ ہمکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ سکھایا ہو ہم اسکو ایجاد نہیں کر سکتے۔ ہمکو تحقیقِ مذہب کے لئے اس قسم کے مباہلوں کی اجازت نہیں دی۔ کہ ہم اس قسم کی دعا کریں۔ کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے۔ ۔ ۔ مختصر یہ کہ ایسا مباہلہ کرنے کی اجازت ہم کو شرع شریف سے نہیں ملتی۔ اور نہ کرنے کی ضرورت ہے۔" ص۵

(اہلحدیث ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۶ء)

اس کمزوری اور بُزدلی کے جواب کو بابو علی احمدؐ کلرک نے پڑھ کر امرتسری کو چھوڑا نہیں۔ پھر ایک خط اسکے جواب الجواب میں ایک امرتسری کے ہمنام ثناء اللہ کلرک میانمیر سے لکھوا کر بھیجا جسکو امرتسری نے اہلحدیث مورخہ ۲۲ جون سنہ ۱۹۰۶ء میں شایع کر کے جواب دیا ہے۔ بابو مذکور نے لکھا کہ:۔

"دراصل سوال صرف اتنا ہی تھا۔ کہ جناب مرزا صاحبؑ سے مباہلہ کریں جسپر جناب نے تحریر فرمایا کہ مباہلہ شریعت میں جائز نہیں۔ اس پر بابو علی احمدؐ نے یہ آیت پیش کی ہے جس سے جواز مباہلہ کا پایا جاتا ہے۔

یا ایہا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء من دون الناس۔ یعنی یہودیوں کو ارشاد ہے کہ موت کی آرزو کریں۔ قرآن شریف کی ایک اور آیت سے بھی مباہلہ ثابت ہوتا ہے جہاں ارشاد ہے کہ ہم اپنی اولاد کو بُلاتے ہیں۔ اور تم بھی اپنی اولادوں کو بُلاؤ اور پھر دعا مانگو۔" ص۳

(اہلحدیث ۲۲ جون سنہ ۱۹۰۶ء)

اس سے بھی امرتسری نے طرح دیکر راہ فرار لی۔ اور اس کا جواب یہ دیا۔ کہ "موت کی تمنا ہمارے مذہب میں منع ہے۔ ہاں یہودیوں میں یہ ممانعت نہ تھی۔ ہم اس آیت کے مخاطب نہیں ہو سکتے۔"

"البتہ آیت ثانیہ (یعنی قل تعالوا ندع ابناء نا الایۃ) پر عمل کرنے کے لئے ہم طیار ہیں۔ میں اب بھی ایسے مباہلہ کے لئے طیار ہوں جو آیت مرقومہ سے ثابت ہوتا ہے۔ جسے مرزا صاحبؑ نے خود تسلیم کیا ہے۔" (اہلحدیث ۲۲ جون سنہ ۱۹۰۶ء ص۱۲)

معزز ناظرین! یہاں تک تو ثناء اللہ امرتسری کو آپ نے دیکھ لیا۔ کہ کس کس حیلہ سے وہ مرزا صاحبؑ کے مقابلہ میں آنے سے بچتا رہا ہے۔ مگر ساتھ ہی بابو علی احمدؐ کلرک میانمیر سے جان چھڑانے کو یہ لکھ دیا۔ کہ میں قرآنی آیت مباہلہ قل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم الایۃ پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن میں آپکو ابھی بتاتا ہوں۔ کہ اس اقرار کے بعد بھی جب اسکو مباہلہ کے لئے کہا گیا تو اس سے بھی گریز کر گیا۔ میں درمیانی واقعات کو بوجہ طوالت مضمون چھوڑ کر دکھاتا ہوں۔ کہ مرزا صاحبؑ نے اس کو اس آیت کے مطابق مباہلہ کرنے کے واسطے بھی جب کہا تو یہ بھاگ گیا۔ اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء میں ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کا سارا مضمون نقل کر کے اسکا جواب دیا ہے۔ مرزا صاحبؑ کی طرف سے اخبار بدر قادیان مورخہ ۴ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء میں نیز علیحدہ اشتہار کے ذریعہ ثناء اللہ کو کہا گیا۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے ان کے اس چیلنج (مباہلہ) کو منظور کر لیا ہے۔ (آپ) بے شک قسم کھا کر بیان کریں۔ کہ یہ شخص (مرزا صاحبؑ) اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ اور بے شک یہ بات کہیں کہ اگر مَیں (ثناء اللہ) اس بات میں جھوٹا ہوں تو لعنت اللہ علی الکاذبین۔

مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی (قل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم الایۃ) پر ہے۔ اس میں تو صرف لعنت اللہ علی الکاذبین ہے۔ اور اس جگہ خدا تعالیٰ نے لعنت کو قائمقام ان تمام عذابوں اور وباؤں کا رکھا ہے جو ایک صادق کی تکذیب میں مکذبین کے لاحق حال ہوتے ہیں۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق بھی زمانہ بر وقت امتحان اُنمیں سے کسی کو خود دیکھ لیگا۔" (اہلحدیث مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء)

معزز ناظرین! آپکو اوپر والا بیان ثناء اللہ کا یاد ہوگا جو اس نے علی احمد کلرک میانمیر کے جواب میں یہ لکھا تھا۔ کہ میں آیت مباہلہ تعالوا ندع ابناء نا الایۃ کے مطابق مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ اب اسی آیت کے مطابق ثناء اللہ کو کہا گیا کہ مباہلہ کرے تو ڈر پوک امرتسری جس کو اپنی ایمانی قوت کا پورا اندازہ ہے اور مرزا صاحبؑ کے کاذب دجال ہونے پر یقین کامل نہیں اس کا جواب دیتا ہے کہ:۔

"میں نے آپکو مباہلہ کیلئے نہیں بُلایا۔ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اسکو مباہلہ کہتے ہیں۔ حالانکہ مباہلہ اسکو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔ مینے حلف اُٹھانا کہا ہے۔ مباہلہ نہیں کہا۔ قسم اَور ہے۔ مباہلہ اَور ہے۔ ہم قسم کھانے کو طیار ہیں۔ مگر پہلے یہ بتادو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ میری طرف سے قسم کھانے پر آمادگی ہے میرے لئے عذاب کی تعیین کر دیجئے۔"

(اہلحدیث مورخہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء ص۳ تا ۴)

خدارا انصاف! جو شخص ابھی ابھی یہ کہتا تھا کہ میں مرزا صاحبؑ سے آیت مُباہلہ کے مطابق مباہلہ کرنے کے لئے مستعد اور طیار ہوں۔ وہی اب اس آیت کے مطابق مباہلہ کرنے سے بھاگتا اور دونوں کانوں پر ہاتھ رکھتا ہے کہ توبہ توبہ۔ مَیں نے آپکو مباہلہ کے لئے نہیں بُلایا۔ مینے تو یک طرفہ قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ نہ کہ بالمقابل قسم کھا کر مباہلہ کرنے پر۔ مگر آؤ ہم آپکو اسکا یہ جھوٹ بھی دکھلادیں جو وہ کہتا ہے کہ مینے آپکو مباہلہ کے لئے نہیں بُلایا۔ اور جھوٹے کو گھر تک پہنچادیویں۔ اہلحدیث مورخہ ۲۹ رمارچ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۹ پر زیر عنوان "قادیانی گپ" ایڈیٹر الحکم قادیان کی دعوت مباہلہ کو نقل کرکے جواب دیتا ہے کہ:۔

"مرزائیو! سچے ہو تو آؤ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر طیار ہے جہاں تم پہلے صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کرکے آسمانی ذلت اُٹھا چکے ہو۔ اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو۔ سب اُمت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔"

(اہلحدیث ۲۹ رمارچ ۱۹۰۷ء صلا)

فرمایئے ناظرین! امرتسری نے مرزا صاحبؑ کو مُباہلہ کے واسطے بُلایا ہے یا نہیں؟ اور بالمقابل ہو کر فیصلہ کرنے کی درخواست کی ہے یا نہیں؟ اور انجام آتھم والی دعوت مباہلہ کو یاد دلا کر اور امرتسر کا میدان عیدگاہ مقرر کرکے لکھا ہے کہ نہیں "اپنے گرو کو ساتھ لاؤ" اب باوجود اس چیلنج مباہلہ کے جب امرتسر کے میدان والا شیر خدا مقابلہ میں نکل آتا ہے۔ اور اس چیلنج کو منظور کر لیتا ہے تو نقلی شیر پنجاب گیدڑ کیطرح دُم دبا کر چلاّتا ہُوا بھاگتا ہے۔ کہ "مینے آپکو مباہلہ کے لئے نہیں بُلایا!" کسقدر شرم کا مقام ہے۔ کہ اپنوں کو یوں سمجھا دیتا ہے کہ میں آیت مباہلہ کے مطابق مرزا سے مباہلہ کرنے کو طیار ہوں۔ اور جب مرزا اُس آیت کے مطابق مباہلہ کو منظور کرتا ہے۔ تو فوراً مکر جاتا ہے کہ "نہ میں نے لعنت اللہ علے الکاذبین کہنا لکھا تھا" اور نہ مینے آپکو مُباہلہ کے لئے بلایا تھا۔

اے سعید انسانو! خدا لگتی کہو۔ آخر مرکر خدا کے سامنے جانا ہے۔ کیا امرتسری بھگوڑا بار بار مباہلہ سے بھاگتا اور جان بچاتا نہیں رہا؟ تم اوپر اس کے انکار پڑھ چکے ہو کہ جب اس کو اعجاز احمدی میں لکھا کہ "اگر مولوی ثناءاللہ صاحب ایسے چیلنج کے لئے (کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے) مستعد ہوں تو ایک چھپا ہُوا اشتہار اس مضمون کا شائع کریں۔ صلا۔ اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے۔ کہ کاذب صادق کے پہلے مرجائے۔ تو ضرور وہ پہلے مرینگے۔" (صفحہ ۷۔۱۲ اعجاز احمدی)

تو کیا امرتسری نے بجواب اسکے اپنے رسالہ "الہامات مرزا" کے صفحہ ۸۵ پر یہ نہیں لکھا۔ کہ "خاکسار ایسے مقابلہ کی جُرأت نہیں کرسکتا" پھر اس کو جب علی احمد کلرک میانمیر نے کہا کہ "مناسب یہی ہے کہ مرزا جی سے اُس طریق پر جو اعجاز احمدی میں تحریر فرمایا ہے۔ مباہلہ کریں" تو کیا امرتسری نے اُنکو یہ کہکر نہیں ٹالا کہ "ایسا مباہلہ کرنیکی اجازت ہم کو شرع شریف سے نہیں ملتی"

پھر مولوی ثناءاللہ نے یہ نہیں لکھا کہ مَیں اس آیت مُباہلہ کے مطابق جس میں لعنت اللہ علی الکاذبین کہکر مباہلہ کرنے کا حکم ہے۔ مرزا صاحبؑ سے مباہلہ کرنے کو طیار ہوں؟ کیا مرزا صاحبؑ نے اس کو اس آیت کے ماتحت بھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہکر ہی مباہلہ کرنے کو نہیں کہا؟ (دیکھو بدر ۴ اپریل ۱۹۰۷ء) جو اوپر نقل ہو چکا۔ کیا امرتسری ٹال ٹال تے اس آیت کے ماتحت بھی مباہلہ کرنے سے یہ جواب دیکر گریز نہیں کیا؟ کہ:۔

"مینے حلف اُٹھانا کہا ہے مُباہلہ نہیں کہا نہ میں نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا" (اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء)

اے ناظرین! آپ ہی سوچ لیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے امرتسری بھگوڑے کو ہر ایک طرح پر مباہلہ کے ذریعہ فیصلہ کرنے کے لئے بُلا بُلا دیکھایا نہیں؟ مگر کاذب شیر پنجاب نے کبھی بھی سیدھا ہو کر اس طرف رُخ کیا ہمیشہ نیش عقرب کیطرح ٹیڑھا ہی رہا۔ تو اسکے بعد حضرت مرزا صاحبؑ کے لئے سوائے اسکے اور کیا چارہ تھا کہ اگر فریق ثانی عدالت آسمانی میں پیش ہونے سے جی چُراتا اور دُم دباتا ہے تو خود ہی کیوں نہ اس مقدمہ کو خدا کے حضور پیش کردیں۔ سو آخر کار مجبور ہو کر حضرت مرزا صاحبؑ نے یہ "درخواست فیصلہ" خدا کی عدالت میں پیش کردی۔ جو "آخری فیصلہ" کے نام سے مشہور کی جاتی ہے۔ جسکو امرتسری نے اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۳ کالم دوم لغایت صفحہ ۶ کالم اوّل نقل کرکے جواب دیا ہے۔ اور اس اخبار ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کو ہمنے حرف بحرف سطر بسطر نقل کرکے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے رسالہ ہذا کے ساتھ شامل کردیا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے خط اسمی ثناءاللہ میں جو اس رسالہ کے صفحہ ۱۶ اور اہلحدیث کے صفحہ ۴ پر زیر عنوان "مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" درج ہُوا ہے دُعاء مُباہلہ کرکے ثناءاللہ کو لکھا کہ "میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔" حضرت مرزا صاحبؑ نے جو امرتسری کے پاس اس مضمون کو بھیجکر یہ لکھا کہ جو چاہے اسکے نیچے لکھ دے۔ یہ ایک صاف اور کھلی دلیل ہے اس امر کی کہ مرزا صاحبؑ کا یہ مضمون نہ تو قطعی فیصلہ ہے نہ یہ کوئی پیشگوئی ہے۔ بلکہ محض ایک درخواست ہے مدعی کیطرف سے خدا کے حضور میں بغرض صدور فیصلہ جیسا کہ اسی مضمون میں مرزا صاحبؑ نے ارقام فرمایا ہے کہ:۔

(۱) "یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دُعا کے طور پر مینے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔"

(اہلحدیث صفحہ ۴ کالم دوم سطر ۲)

(۲) "اے مَیں تیری ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناءاللہ

لہ اس رسالہ کے صفحات کے نمبر بشمول صفحات اخبار اہلحدیث ۱ تا ۸ نیچے حاشیہ پر لگائے گئے ہیں اور اخبار اہلحدیث کے صفحات مطابق اصل نقل اخبار کے ہر صفحہ کے اوپر ہیں جو الغایت ۱۰ ہیں (احمدی)

میں سچا فیصلہ فرما۔" (اہلحدیث ص۱۲ کالم ۲ سطر ۲۸) ثناء اللہ بھی اسبات کو مانتا ہے کہ "اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا۔" (اہلحدیث ص۵ کالم اول سطر ۱۵) پھر "مرقع قادیانی" بابت ستمبر ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۵ پر مانتا ہے کہ "مرزا صاحب مجھ میں اور اپنے میں خدائی فیصلہ چاہتی ہیں۔ پھر "مرقع قادیانی اگست ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۱۴ پر لکھتا ہے کہ "صدق کذب کا مدار اسی دُعا پر رکھ کر خدائے علیم کل سے فیصلہ کی درخواست کی گئی ہے"۔ اس سے یہ امر تو طے ہوگیا کہ مرزا صاحب کا یہ مضمون "فیصلہ" نہیں بلکہ فیصلہ کے واسطے "درخواست" ہے۔ اسلئے اس کو ہی "آخری فیصلہ" یا "خدائی فیصلہ" کہنے والا جاہل بیوقوف ہے۔

دوسرا امر یہ قابل اظہار ہے کہ مرزا صاحب نے اسمیں یہ استدعا کی ہے کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں اسطرح فیصلہ کر کہ "جو تیری نگاہ میں (ہم دونوں ثناء اللہ و مجھ میں) حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دُنیا سے اُٹھائے" (اہلحدیث ص۱۲ کالم ۲ سطر ۲۹)

یہہ مرزا صاحب نے طریق فیصلہ پیش کیا ہی نہ کہ فیصلہ۔ یعنے مرزا صاحب کی یہ تمنا اور خواہش ہے کہ اس طریق سے فیصلہ ہو۔ چنانچہ یہ امر اس مضمون کے ان الفاظ سے بھی ظاہر ہے۔ کہ "اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔"

(اہلحدیث ص۵ کالم اول سطر ۲)

اور ثناء اللہ بھی "مرقع قادیانی" اکتوبر ۱۹۰۸ء کے ص۲۶ پر اسکو "طریق فیصلہ" مانتا ہے۔ جیسا کہ اپنی فطرت کے مطابق استہزاء کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "خدا کا نبی (یعنی مرزا صاحب) اپنے سخت مخالف (ثناء اللہ) کے ساتھ فیصلہ کی دُعا کرے اور صورت فیصلہ شایع کرے"۔ پس یہ استدعا اور تمنا ہی اور یہ طریق فیصلہ نہ کہ فیصلہ یا مباہلہ یا پیشگوئی۔ جبکہ یہ دونوں امر ہمنے ثابت کر دیئے کہ "آخری فیصلہ" والی مضمون میں ایک "درخواست فیصلہ" ہی یعنی استغاثہ مدعی اور دوسرا "طریق فیصلہ" ہے یعنی استدعا مدعی۔ تو اب ہم آپکو یہ دکھاتے ہیں کہ اس استغاثہ اور عرضی دعوی مدعی کا مدعا علیہ اور ملزم امرتسری نے کیا جوابدیا۔ اسکے واسطے ہم ناظرین کو اخبار اہلحدیث مشمولہ رسالہ ہذا کے ص۵ کالم اول کے لفظ "جواب" سے لیکر ص۶ کالم اول تک پڑھنے کی تکلیف دیتے ہیں۔ تاکہ آپ صاحبان کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ امرتسری نے اس پیالہ کو بھی سابقہ پیالوں کیطرح پینے سے انکار بلیغ کیا ہے۔ دیکھئے وہ یہ جوابدیتا ہے کہ:

(۱) اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اسکو شائع کر دیا۔" (اہلحدیث ص۵ سطر ۱۲) بھلا اگر یہ "آخری فیصلہ" یا قطعی فیصلہ" ہوتا تو فیصلہ میں مدعا علیہ یا ملزم کی منظوری یا نامنظوری کا کیا دخل؟ پھر لکھتا ہے۔

(۲) تمہاری یہ دُعا کسی صورت میں فیصلہ کُن نہیں ہو سکتی" (ص۵ سطر ۱۴) کیوں نہیں ہو سکتی؟ امرتسری کہتا ہے اسلئے نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ مسلمان جن پر آپنے میری طاعونی موت کو اپنی صداقت کی دلیل قرار دیتا ہے وہ "طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں۔ پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کر کے (ثناء اللہ) طاعون زدہ کو کاذب جانینگے۔" (ص۵ ک۲ س۱۸) پھر لکھتا ہے کہ

(۳) یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے۔ (ص۶ ک۱ سطر ۳)

یہاں اس نے فیصلہ ہی کر دیا۔ کہ یہ طریق فیصلہ اور یہ تمہاری دعا مجھے منظور نہیں ہے۔ اور نہ کوئی عقلمند اسکو منظور کر سکتا ہے۔ یہیں تک بس نہیں بلکہ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ:۔

(۴) "مرزا ئیو! کسی نبی۔ نے بھی اسطرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کی طرف بُلایا ہے؟ بتلاؤ ورنہ منہاج نبوت کا نام نہ لو۔" (ص۶ ک۱۔ س۵) پھر نہ صرف خلاف انبیاء ہی اسکو بتایا ہے۔ بلکہ اسکو خلاف شریعت اور خلاف قرآن مجید بھی اس طرح قرار دیتا ہے۔ کہ

(۵) "خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگونکو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کریں۔" (اہلحدیث حاشیہ ص۶)

اب ایک سمجھدار انسان غور کرے کہ اگر ثناء اللہ مرزا صاحب کی زندگی میں طاعون یا ہیضہ سے مرجاتا تو اسکا مرنا مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل اسکے ہمخیالوں کے نزدیک کس طرح ہو سکتی تھی۔ جبکہ وہ اُسکی مندرجہ بالا تحریر کو مانتے تھے کہ جھوٹا زندہ رہا کرتا ہے۔ جھوٹے کو مہلت دیجاتی ہے۔ اسی۔ مرزا صاحب کو دیمدھم فی طغیانھم یعمھون کے مطابق مہلت دیگئی ہے اور طاعون یا ہیضہ سے مرنیوالا کاذب نہیں۔ بلکہ ایک قسم کا شہید ہوتا ہے۔ نیز اس طریق فیصلہ کو بوجہ خلاف قرآن و حدیث ہونیکے اہلحدیث امرتسری نے پہلے ہی نامنظور کر دیا تھا۔ اور دانا اسکو کب منظور کر سکتے ہیں۔ ہم نادان ہیں کہ ایسے طریق فیصلہ کو جو خلاف شریعت تھا۔ مرزا صاحب کی صداقت اور ثناء اللہ کے کاذب ہونیکی دلیل سمجھیں۔ کیونکہ ثناء اللہ نے تو پہلے ہی یہ لکھ دیا تھا کہ "اگر میں مرگیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے" (اہلحدیث ص۵ ک۱ سطر ۲۵) تو ہم پر کسطرح ثناء اللہ کی موت حجت ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ پہلے تین مرنے والوں (اسمٰعیل علیگڈھی۔ غلام دستگیر قصوری۔ امریکن ڈوئی) کی موت سے ثناء اللہ نے آپکو سچا اور انکو جھوٹا نہیں مانا۔ اور نہ اسکے ہمخیالوں نے مانا تو "بیشک اسی طرح یہ واقعہ (یعنی ثناء اللہ کی موت) بھی ہوگیا تو کیا نتیجہ۔" (اہلحدیث ص۵ سطر ۲۹ ک۱)

البتہ اگر ثناء اللہ زندہ رہتا اور آپ فوت ہو جاتے تو ہم بھی اور ثناء اللہ بھی اپنے مُسلمہ اقرار اور عقیدہ کی رو سے جو مطابق شریعۃ اور قرآن و حدیث کے تھا۔ ملزم ہو گئے تھے۔ اور کہہ سکتے تھے کہ مسیلمہ زندہ رہا اور احمد علیہ السلام فوت ہوگیا۔ جھوٹے مفسد بدکار کو مہلت اور لمبی عمر دیگئی اور سچا فوت ہوگیا۔ پس آپکے مجوزہ فیصلہ کو جو ثناء اللہ کا نامنظور شدہ ہے ہم ہرگز نہیں مان سکتے۔ تو بتاؤ کہ مرزا صاحب کے بیشک وہ طریق پر اگر حسب منشاء مرزا صاحب فیصلہ ہو جاتا تو ثناء اللہ یا اسکے ہمخیالوں پر وہ کیونکر حجت ہو سکتا تھا جس طریق کو وہ پہلے ہی خلاف شریعت کہکر نامنظور کر چکا تھا فیصلہ تو اس طریق پر ہونا چاہیئے تھا۔ جو طریق فریق مخالف یعنی ثناء اللہ کو مُسلّم ہو جس پر اتمام حجت مقصود ہی۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے ثناء اللہ کے مانے ہوئے اصول کے مطابق کہ "مفسد اور کاذب کو مہلت دیجاتی ہے"۔ ثناء اللہ کو مہلت دیکر مفسد اور کاذب قرار دیدیا۔ اور مرزا صاحب کو صادق اور اس طریق پر فیصلہ ہی نہیں کیا۔ جسکو فریق ثانی سرے سے ہی خلاف قرآن و حدیث کہتا تھا۔ بلکہ وہ فیصلہ کیا جسکو وہ مطابق قرآن و حدیث مانتا تھا۔ تاکہ اسکو اپنے مسلّمہ اقرار سے انکار کی گنجایش نہ رہی۔۔۔۔